

بسم الله الرحمن الرحيم

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

فکر و نظر

ریمنڈ کی باعزت رہائی؛ غیرتِ ملی پر ایک تازیانہ!

ریمنڈ ڈیوس کے کیس نے دو ماہ تک پاکستانی میڈیا اور سیاستدانوں کو اپنی گرفت میں لئے رکھا، قوم کا قیمتی وقت اور صلاحیتیں ضائع ہوئیں اور آخر کار ریمنڈ ڈیوس خیر وعافیت کے ساتھ اسی طرح آزاد ہو کر امریکہ کی آغوش میں پہنچ گیا جس طرح دنیا بھر میں توقع کی جا رہی تھی۔ ریمنڈ کا واقعہ امریکی جارحیت و مداخلت کے جس پس منظر اور تکبر و رعوت کے ساتھ وقوع پذیر ہوا تھا، اس نے اس معاملے کو ایک عام وقوعہ قتل کی بجائے قومی سطح کا معاملہ بنا دیا اور اس کی آزادی بھی ایک عام مجرم کی آزادی کی بجائے پوری قوم کے تحفظ اور غیرت و حمیت کے لئے سوالیہ نشان بن کر رہ گئی۔ ایسے واقعات سے قومی وقار اور اعتماد کی گہری جڑیں منسلک ہوتی ہیں اور اسے اسی پہلو سے لیا جانا ضروری تھا، تاہم ہمارے صاحبانِ اقتدار نے اپنی قوم کی خود مختاری بیچنے میں جلدی دکھاتے ہوئے پوری قوم کو ملول و محزون کر دیا۔ اس واقعہ پر یہ پالیسی اختیار کی گئی کہ قومی وقار کی پامالی کے اس عظیم سانحہ کے حوالے سے کسی سوال و جواب میں نہ پڑا جائے تاکہ میڈیا اور لوگ از خود اس کی تفصیلات بھول جائیں۔ آج قومی غیرت پر پڑنے والے اس کڑے تازیانے کو ایک ماہ بھی نہیں گزرا کہ اخبارات و جرائد میں اس سانحہ کی کوئی خبر بھی نظر نہیں آتی۔ اس واقعے کے تمام کردار اور تفصیلات تا حال مخفی ہیں اور ان پر گہرے سوالات و اعتراضات موجود ہیں لیکن حکومت وقت اپنی ذمہ داریوں سے انحراف بلکہ غداری کر کے چین کی بانسری بجا رہی ہے۔ اس حکومتی حکمتِ عملی کا یہ نتیجہ تو ہو گا کہ لوگ وقتی طور پر اس ذلت کو بھول جائیں گے لیکن اس واقعہ کی تلخ یادیں عوام کے ذہنوں میں اپنے حکمرانوں کی مکروہ صورت گری کرتی رہیں گی۔

اس واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق اگر ہمیں یاد رہ جائیں اور اپنی اوپر مسلط اہل

اقتدار کی روش سے ہماری آنکھیں کھل جائیں تو اصلاح احوال کی کچھ اُمید کی جاسکتی ہے:

a اس واقعہ سے عالمی سطح پر پاکستانی حکمرانوں اور پاکستانی عوام کے بارے میں یہ تاثر مزید پختہ ہوا کہ اُن کو پیسے دے کر سب کچھ کرایا جاسکتا ہے۔ اس سرزمین میں اقدار اور غیرت نام کی چیز ناپید ہے، اگر کوئی قدر پوجی جاتی ہے تو وہ روپیہ بلکہ ڈالر ہے۔ ماضی میں بھی نواز شریف نے ایمل کانسی، بے نظیر بھٹو نے یوسف رمزی اور پرویز مشرف نے سینکڑوں مجاہدین امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر کے، پاکستان کا جو مکروہ امیج دنیا میں تشکیل دیا تھا، ریمنڈ کی رہائی کے واقعے نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ آج اگر پاکستانی دنیا بھر میں ذلت یا نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو اس میں غیروں کو دوش دینے کی بجائے ہماری حکومتوں اور عوام کا باقاعدہ کردار موجود ہے۔

b ریمنڈ کی اس آزادی سے معلوم ہوا کہ عالمی طاقتوں کی کاسہ لیبیسی اور خوشامد کے حمام میں پاکستان کے تمام سیاسی کردار ننگے ہیں۔ امریکہ بہادر کے کاڑ کو پورا کرنے کے معاملے میں ان تمام کرداروں میں بے انتہا اشتراکِ عمل اور کمال کی منصوبہ بندی پائی جاتی ہے۔ اس اشتراکِ عمل کا تادم تحریر یوں اظہار ہو رہا ہے کہ خفیہ ایجنسیوں، انتظامیہ، عدالت، سیاسی جماعتوں، فوج اور وفاقی و صوبائی حکمرانوں میں سے کسی نے اصل صورت حال سے پردہ سرکانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ بڑی سیاسی جماعتیں اگر اس میں شریک نہیں تھیں تو کم از کم عوام کو ان حقائق تک رسائی میسر کرانے کے لئے مطالبہ اور دباؤ ڈال سکتی تھیں لیکن اس واقعہ پر پورے تین ہفتے گزر جانے کے باوجود اس کے کرداروں اور اصل منصوبہ سازوں پر تاحال اخفا کی گھمبیر چادر تنی ہوئی ہے۔ کاش پاکستان کے یہ مقتدر عناصر اپنے ملک و ملت اور دین و نظریات کے تحفظ کے لئے بھی کسی درجہ میں ایسی مشترکہ کاوش کریں تو پوری قوم اُن کے ہمراہ کھڑی نظر آئے!

c امریکہ نوازی کے لئے اس قدر پر زور سازشی تدبیر اور پاکستانی عوام کو ناراض کرنے کے بعد بھی ہماری مقتدرہ کی قابلِ رحم صورت حال یہ ہے کہ یہ جس محبوب امریکہ کو راضی کرنا چاہتے ہیں، اس کی ناراضگی اس کمینہ صفت کی طرح بڑھتی جاتی ہے جس کی جتنی

خاطر مدارات کی جائے، وہ اس قدر سر چڑھتا اور مزید مطالبے کرتا جاتا ہے۔ ستم یہ کہ پاکستانی حکمرانوں نے خون بہا کی رقوم بھی عوامی خزانہ سے ادا کیں تاکہ امریکہ کو اپنی وفا کی پیشگی یقین دلا کر ریمنڈ کا تحفہ ان کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ اس کے فوراً بعد ڈرون حملوں میں معصوم ۸۱ افراد کے ناحق قتل کی سلامی دے کر اور اہل اسلام کی کتاب مقدس کی توہین کر کے امریکہ نے اپنی رعوت اور پاکستانی حکمرانوں کی کسمپرسی کو پوری طرح آشکارا کر دیا۔ آج تین ہفتے گزرتے ہیں کہ امریکہ پاکستان کے خوشامدی حکمرانوں کے اس ڈرون قتل عام کے استفسار پر نظر التفات ڈالنے کا بھی روادار نہیں۔ باخبر لوگ تو کہتے ہیں کہ آج تک پاکستان نے باضابطہ طور پر امریکہ سے معذرت کا مطالبہ ہی نہیں کیا۔ اس کے باوجود ریمنڈ کا تحفہ پیش کرنے والے امریکہ یا ترا کر کے حق خدمت وصول کرنے کو بے چین ہیں اور جناب صدر عنقریب امریکی دورے پر روانہ ہو رہے ہیں۔ ہمارے بے حمیت حکمرانوں کے یہ لچھن اور عالمی غنڈوں کی اس بے التفاتی میں اہل نظر کے لئے عبرت کی کئی نشانیاں ہیں۔

d ریمنڈ کی جارحانہ فائرنگ اور معصوم لوگوں پر ڈرون حملوں کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے اور ہماری حکومت اس کی دہشت گردی کی معاون ہے۔ ریمنڈ کو رہا کر کے پاکستانی حکومت نے یہ ثابت کیا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کرنے والوں کو حکومتی تحفظ حاصل ہو گا اور پاکستان میں جاسوسی، حساس مقامات کی تصویریں، مشتبہ افراد سے رابطے کرنے والا حکومت کی بھرپور تدبیر و تائید کے ساتھ آزاد کر دیا جائے گا۔ اس کے خلاف حکومت نہ صرف کوئی ایکشن نہیں لے گی بلکہ اس کی رہائی میں مؤثر کردار بھی ادا کرے گی۔ اس کے بعد حکومت پاکستان کا دہشت گردی کی مذمت میں بیان جاری کرنے کا کوئی تک نہیں بنتا۔ پاکستان میں ہونے والے آئے روز کے دھماکوں کے ایک اہم سراغ کو یوں آسانی سے جانے دینا دہشت گردی کے فروغ کا اہم سبب ہے جو حکومتی ایوانوں سے سرزد ہوا ہے۔ پاکستان میں پانی کی طرح بہائے جانے والے خون کے تدارک کی بجائے اس قتل و غارت کے فروغ میں

حکومت خود شامل ہے۔ پاکستانی عوام یہی سمجھتے ہیں کہ روحانی مراکز اور عوامی مقامات پر ہونے والے یہ حملے امریکی منصوبہ بندی کے ساتھ ریمنڈ ڈیوس کے باقی ساتھی کروا رہے ہیں جن کو حکمران پکڑنے کی بجائے اعزاز و افتخار کے ساتھ امریکہ کو واپس تحفہ میں دے کر اپنے شخصی مفادات کے دام کھرے کر لیتے ہیں۔

e ریمنڈ کی رہائی کے واقعہ سے ہماری مقتدرہ کے چہرے پر بڑی منافقت اور عیاری سے بھی پردہ اٹھتا ہے۔ یہی ہماری حکومتیں ہیں جو کئی برسوں سے امریکہ کے مطالبے پر اسلام کے خلاف محاذ کھولے بیٹھی ہیں۔ امریکہ کی 'نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ' میں ان کی شرکت، امریکہ سے اربوں ڈالروں کے قرضے اور اس طرح امریکہ کی کاسہ لیسی کے اصل مقاصد بالکل واضح ہو چکے ہیں، لیکن ہمارے حکمران میڈیا کے ذریعے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اس جنگ کو پاکستان کی جنگ بنائے بیٹھے ہیں۔ اہل دین کو پاکستان دشمن اور امن دشمن نجانے کیا کیا باور کراتے ہیں، درحقیقت یہ خود امریکہ اور اپنے مالی مفادات کے غلام ہیں۔ آج پاکستانی بخوبی جانتے ہیں کہ ریمنڈ کی رہائی کے نتیجے میں عوامی جذبات کی تائید کون کر رہا ہے؟ جماعت اسلامی یا جماعت الدعوة اور تحریک انصاف ہی اس موقع پر میدانِ عمل میں آنے والی جماعتیں ہیں۔ یہی وہ جماعتیں ہیں جو سوات اور طالبان و وزیرستان کے مسئلے پر سختی اور جارحیت کی بجائے مفاہمت سے مسائل کو حل کرنے کی داعی رہی ہیں۔ جبکہ پاکستانی مقتدرہ امریکی مطالبے پر پاکستانی قوم کو آپس میں برسر پیکار کرنے کے ایجنڈے پر کار بند ہے۔ ریمنڈ کا واقعہ ایسا واضح معاملہ ہے جس میں ہماری مقتدرہ کے لئے عوام اور میڈیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ممکن نہیں ہوا، ورنہ آج تک عوام کو بدھو بنا کر ہمارے حکمران قوم کو آپس میں نظر پاتی طور پر لڑاتے اور اپنے مفادات حاصل کرتے رہے ہیں۔ ۲۸ مارچ ۲۰۱۱ء کے نوائے وقت میں طالبان کے قائد ملا عمر کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ ”سکولوں، ہسپتالوں اور عوامی مقامات پر حملے کرنے والے طالبان نہیں ہو سکتے۔“ اس سے اہل اسلام کا ایسی کاروائیوں کے بارے میں واضح موقف سامنے آجاتا ہے، لیکن ہماری

مقتدرہ کو آپس میں مفادات کی کھینچاتانی سے فرصت ہی نہیں، اسی صورت حال میں بیرون ملک سے دشمن عناصر ملک میں گھسے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے وزیر داخلہ اصل ذمہ دار کی طرف توجہ کرنے کی بجائے امریکی ایجنڈے کو تائید دینے والا بیان دیکر پوری قوم کو نظریاتی جنگ میں الجھائے رکھتے ہیں۔

f پاکستان کے حکمرانوں کو اپنے مفاد کے لئے قوم اور وطن سے بڑھ کر اپنے مذہب کو بھی رسوا کرنا پڑے تو اس سے بھی نہیں چوکتے۔ اپنے چند روزہ مفاد کے لئے مجاہدین اور نظریہ اسلام کی قربانی تو برسہا برس سے پاکستان میں جاری ہی ہے، اگر اپنے مقاصد کے لئے اسلام کا استحصال بھی کرنا پڑے تو انھیں کوئی پروا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ریمنڈ کے معاملے پر جب عالمی قوانین سے کوئی حل نہ نکلا تو قصاص و دیت کے ان اسلامی قوانین کا استحصال کیا گیا جن کی تشریح پر آئے روز پاکستان میں میڈیا پر سوالیہ نشان پیدا کئے جاتے ہیں۔ اسلام میں دیت تو ظالم فریق ادا کرتا ہے لیکن اس واقعے میں حکومت نے درست ہی کیا کہ خود دیت دے کر یہ ثابت کیا کہ چونکہ پاکستان میں دہشت گردی کی یہ فضا قائم کرنے، امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بننے اور امریکی غنڈوں کے کھلے عام پھرنے کی اصل مجرم حکومت ہے، اسی لئے حکومت کو ہی ظالم فریق ہونے کے ناطے یہ خون بہادینا چاہئے۔ گویا ریمنڈ کے کیس میں امریکی قاتل اور پاکستانی عوام و حکومت دو فریق نہیں ہیں بلکہ مقتولین کے ورثا اور پاکستانی مقتدرہ دو فریق بن کر سامنے آئے۔ حالانکہ درحقیقت یہ کھلم کھلا فساد فی الارض اور دہشت گردی کا واقعہ تھا۔ ایسا قطعاً نہیں ہوا کہ کسی امریکی نے دو پاکستانیوں کو ذاتی دشمنی کی بنا پر خاموشی کے ساتھ قتل کر دیا ہو، بلکہ رعونت اور تکبر کے ساتھ کھلم کھلا دہشت گردی کا علانیہ ارتکاب کیا گیا۔ حکومت کی طرف سے ریمنڈ کی معافی کے بعد اب ہر پاکستانی کسی غیر ملکی سے رعب و دہشت محسوس کرنے لگا ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ پاکستانی حکومت اس غیر ملکی کو قتل کرنے پر خون بہا ادا کر کے قانونی تقاضے پورا کر دے۔ یہ وہ بدترین رویہ اور سوچ

ہے جس کے بعد بہت سے لوگوں کو اپنے ملکی تشخص سے نفرت محسوس ہونا شروع ہو چکی ہے۔ ہم نے کبھی امریکہ کو منانے، کبھی عوام کو بہلانے اور کبھی خود کو منوانے کے لئے ہمیشہ اسلام کی ہی قربانی دی ہے۔ حکمرانوں کے اس اقدام کا یہ نتیجہ نکلا کہ دنیا بھر میں پاکستان کے ساتھ اسلامی قوانین پر بھی طنزیہ تبصرے کئے گئے۔ اسلام کو اس مقام پر لاکھڑے کرنے والے ہمارے حکمران ہیں!

9 اُمتِ مسلمہ اس دور میں جس عظیم المیہ کا شکار ہے، وہ مسلمانوں کی عملی کوتاہیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی قیادت کا فقدان ہے۔ اکثر ممالک میں تو مسلمانوں پر ایسے حکمران مسلط ہیں جو دراصل مسلم رعایا کے مفاد کی بجائے ان کو غلامی کی زنجیروں میں کسنے کے لئے قابض بنے بیٹھے ہیں اور چند ایک ایسے ممالک جہاں مسلمانوں کو اپنا حکمران منتخب کرنے کا بظاہر جھانسہ دیا جاتا ہے، جب گرد چھڑتی ہے اور چند ماہ بعد آنکھیں کھلتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلم عوام ایک بار پھر دھوکہ کھا گئے۔ ان ممالک میں جمہوریت کے نام پر موروثی گدیاں چل رہی ہیں جو عالمی طاقتوں کے ساتھ ساز باز کے نتیجے میں اقتدار پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔ دو تین صدیاں قبل جب مسلمان ابھی سیاسی طور پر غیر قوموں کے محکوم نہیں ہوئے تھے اور ان کے فکر و نظر کے زاویے بھی مغربی تہذیب کی چمک دمک سے خیرہ نہیں ہوئے تھے، بڑی حیرانگی ہوتی تھی کہ کس طرح عظیم الشان اسلامی خلافت کو سامراج نے ایک ایک کر کے بانٹ لیا اور ان پر ذلت و اِدبار مسلط کر دیا اور ایک ایسا وقت کیوں کر آیا کہ موجودہ اسلامی ممالک میں سے دو تین کے ماسوا تمام اسلامی سرزمینیں استعمار کے پنجے میں جکڑتی چلی گئیں۔ یقین نہ آتا تھا کہ اس وقت کی مسلم قیادت کیوں کر اتنی بے پرواہ اور کمزور ہو گئی تھی کہ ایک ایک کر کے تمام خطوں سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ لیکن آج پاکستان کے حکمران دیکھ کر یہ تعجب اور حیرانگی کا فور ہو جاتی ہے کہ اگر حکمران ہی اپنی قوم کے ساتھ مخلص نہ ہوں تو وہ قوم کس طرح مقابل و مخالف کا سامنا کر سکتی ہے؟ غیروں کی تائید سے ہم پر مسلط ایسے حکمران ملتِ اسلامیہ کا

سب سے سنگین مسئلہ ہیں، جن کے نزدیک اپنا چند ٹکے کا مالی مفاد اور چند دنوں کی حکومت پوری ملت کے زوال سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ یہ اپنے چند ڈالروں کے لئے پوری ملت کو بیچ کر اہل کفر کی لونڈی بنا کر رکھنے پر قانع ہیں۔

h پاکستان کے مقتدر عناصر کی اس سازش میں ملی بھگت کے شواہد تو بڑے واضح ہیں۔ جہاں تک پنجاب حکومت ہے تو اس کا موقف دوغلا ہے۔ بظاہر وہ عوام کے ساتھ اپنے آپ کو دکھانا چاہتی ہے لیکن داخلی طور پر وہ بھی رہائی کی اس سازش میں پوری طرح ملوث ہے۔ ریمنڈ کے واقعے کے پہلے روز ہی اس کی ایف آئی آر کو کمزور تحریر کر کے چھوٹے اور قابل ضمانت جرائم کا مجرم ٹھہرانا اور اس کو دہشت گردی کے جرم و عدالت میں پیش نہ کرنا حکومتی رجحان کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ بعد ازاں اس کا نام جیل ریکارڈ میں نہ تو درج کرنا اور نہ ہی اس کی رہائی کے موقع پر اس نام کا اخراج کرنا، جیل میں اس کو وی آئی پی پروٹوکول مہیا کرنا، عدالت میں اس کی بریت سے قبل ہی لاہور انٹروپورٹ پر امریکی چارٹرڈ طیارے کو بروقت لینڈ ہونے کی اجازت دینا، وزیر اعلیٰ کا حساس دنوں میں ملک سے باہر رہنا اور ایک صوبائی وزیر کا رہائی کے دن عدالت میں تمام معاملات کو انجام دلوانا اور میڈیا کو اس وقت باخبر کرنا جبکہ ریمنڈ امریکی آغوش میں جا چکا تھا، یہ تمام کام صوبائی انتظامیہ کی ایما اور تائید کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ اسکے بعد پاکستانیوں کو کسی غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہئے!

پنجاب حکومت اگر چاہتی تو تیسرے مقتول عباد الرحمن کو زندہ کپکنے کے معاملے کو اٹھا کر، ہاتھ آئے مجرم سے مزید سانحوں تک رسائی حاصل کرتی، کیونکہ عباد الرحمن کا واقعہ پہلے ہونے والے دونوں قتلوں سے ہی منسلک تھا۔ اور اس کے قتل پر امریکی سفارتخانہ تکبر و نخوت اور بے پروائی پر آخر وقت تک مصر رہا اور اس نے آخر تک اس کو جرم ہی تسلیم نہ کیا۔ حکومتیں اپنے سخت اقدام کے ذریعے اپنے وقار کو بلند کرتی اور اپنی عوامی ذمہ داریوں سے عہدہ براہوتی ہیں۔ ایک طرف پاکستان کی عدلیہ کی تکلیف دہ صورت حال یہ ہے کہ اس نے ریمنڈ کی ۴۵ یوم کی تفتیش کو بھی قید شمار کیا اور ریاست کے خلاف جرم پر محض ۲۰ ہزار

روپے جرمانہ پر اکتفا کیا تو دوسری طرف عافیہ صدیقی کے کیس میں امریکی جج نے رحم کی ہر اپیل مسترد کرتے ہوئے عافیہ کے لئے سزا کے ایسے ایسے ہتھکنڈے اختیار کئے کہ زیادہ سے زیادہ ہر ممکن سزا اس کو مل کر رہے۔ امریکہ کے شدید متعصب جج نے یہ قرار دیا کہ ”عدالتوں کا مقصد امریکی شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانا اور ملکی وقار کو بلند کرنا ہوتا ہے اور اگر عافیہ صدیقی کو معمولی رعایت دی جاتی ہے تو گویا عدالت اپنے فرائض سے مکاحقہ سبک دوش نہیں ہو رہی اور امریکی عوام کی حفاظت نہیں کر رہی۔“ اس بنا پر عافیہ کیس میں ہر ہر جرم کی علیحدہ علیحدہ مستقل سزا مقرر کی گئی حتیٰ کہ تفتیش کے چار سالوں کو بھی تمام جرائم کی مستقل سزائوں سے بالاتر رکھا گیا۔ اور یہ سب ایسی صورت حال میں کیا گیا جب کہ عافیہ صدیقی پر جرم ہی قانونی طور پر ثابت شدہ نہیں، وہ گولی چلانے سے منکر ہے اور اس کی گولی سے کسی کو نقصان تک نہیں پہنچا۔

زندہ قومیں اپنے قومی وقار و اعتماد اور اپنے باشندوں کے تحفظ کے لئے آخری دم تک اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں، تب ان کے شہری قانون کی پاسداری کرتے ہیں۔ آج پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں کس اخلاقی معیار کی بنا پر دیگر مجرموں کے خلاف قانونی اقدام کر سکتی ہیں، جبکہ یہی پاکستانی قانون امریکی ایجنٹوں اور طاقتوروں کے لئے موم کی ناک اور کھیل تماشہ ہے اور غریب اگر شکنجے میں آجائے تو اس کے لئے طوفان اور لوہے کی گرفت ہے!

اس کے بعد بھی اہل پاکستان، اپنے اوپر مسلط حکمرانوں اور ان کے اہداف کو جاننے میں غلطی کرتے ہیں اور انہیں اپنا محافظ اور خیر خواہ خیال کرتے ہیں تو ان کی معصومیت قربان جانے کے لائق ہے۔ ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور ہمیں دھوکے سے باہر آجانا چاہئے، بالخصوص میڈیا کے ان دانشوروں^a سے بھی جو قوم کو مغالطہ آرائی کی نذر کرنے اور غلامی کی زندگی بتانے پر مصر نظر آتے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں کو اسلام دشمنوں کی ناز برداریاں مبارک اور عوام کو ان کی معصومیت!.... پھر شکوہ کس سے اور احتجاج کس کے پاس!!

a جو انسان ایسے دانش بازوں سے عبرت حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اسی موضوع پر نذیر ناجی کے ہر دو اتواروں: ۲۰ اور ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء کو 'جنگ' میں سب سے اوپر شائع ہونے والے کالم پڑھ لے۔